علم کا مستند ذریعہ مانتے ہوں تو تھوڑی سی زحمت اٹھا کر سورۂ بقرہ، آیات ۳۰ تا ۳۹، سورۂ اعراف، آیات ۱۱ تا ۲۵، سورۂ حجر، آیات ۲۶ تا ۴۲، سورۂ بنی اسرائیل، آیات ۶۱ تا ۶۵ اور سورۂ طٰہٰ، آیات ۱۱۵ تا ۱۲۳ بغور پڑھیں اور ڈارون کے نظریے کو نگاہ میں رکھ کر پڑھیں۔ کیا اُن کی عقل یہ تصوّر کر سکتی ہے کہ قرآن کی اِن آیات میں جو کچھ حضرت آدمؑ کے متعلق بیان کیا گیا ہے وہ ایک واحِدُ الخَلِیَّہ سلسلے پر راست آتا ہے؟

اِس کے ساتھ میں ایک بات اور بھی آپ کے عزیز سے کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اگر وہ قرآن کو علم کا مستند ذریعہ نہ سمجھتے ہوں تو اُن کی اپنے ضمیر اور اپنے اخلاق اور اپنے معاشرے کے ساتھ اس سے بڑی کوئی بے انصافی نہیں ہوسکتی کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو مسلمان کی حیثیت سے پیش کریں۔ ایک راستباز انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ سچے دل سے تو اسلام کا قائل نہ ہو مگر اس کا صاف صاف اظہار و اقرار کرنے کے بجائے اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل رکھ کر مسلسل فریب دہی کا ارتکاب کرتا ہے۔

کیا کافر عملِ صالح پر اجر کا مستحق ہے؟

سوال: گذارش ہے کہ اس بندۂ عاجز کے ایک مخلص دوست جو دینی خیال کے آدمی ہیں، اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص بھی اپنے رب کی رضا کے لیے کوئی نیک عمل کرے، مثلاً مظلوم کی حمایت، غریب کی امداد، مسافر کی خدمت، کسی بیمار کی تیمارداری، تو وہ اپنے رب کے ہاں ضرور اجر پائے گا۔ آخرت کی اجارہ داری مسلمانوں کے لیے مخصوص نہیں۔ اللہ رب العالمین ہے صرف مسلمانوں کا خدا نہیں۔ ان کا گمان ہے کہ ہر مذہب کا پیرو مثلاً عیسائی، ہندو، بدھ وغیرہ، اگر خالص نیت سے نیکی کرے، یعنی ریاکاری مقصود نہ ہو تو وہ آخرت میں جزا پائے گا۔ میں ان سے متفق نہیں اور قرآن مجید کی بعض آیات کا حوالہ دیتا ہوں کہ ایمان لانا بھی قبولیت عمل کے واسطے شرط ہے۔ مثلاً سورہ نحل، ۹۷۔ سورہ طٰہٰ، ۱۱۲، سورۂ انبیاء، ۹۴۔ مگر وہ مطمئن نہیں ہوتے۔ میں نے ان سے عرض کیا تمام علماء اس بات پر متفق ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ علماء عموماً انتہا پسند ہیں، پھر وہ آپ کے متعلق کہنے لگے کہ مولانا مودودی صاحب متوازن ذہن کے عالم ہیں اور ان کی سوچ انتہا پسندانہ نہیں۔ آپ اس مسئلہ کا فیصلہ ان سے پوچھ دیجیے چنانچہ

یہ عریضہ ارسالِ خدمت ہے۔ وضاحت کے لیے ایک اور بات لکھنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ اگر ایک فاسق مسلمان نیکی کرے تو وہ قبول، اور وہی نیکی یا اس سے بہتر نیکی اگر ایک غیرمسلم کرے تو وہ مسترد۔ اللہ ایسا جانبدار نہیں ہو سکتا۔ یہ اس کی شانِ بندہ پروری کے خلاف ہے۔

جواب: آپ کے دوست اگر اِس مسئلے کا جواب قرآن سے چاہتے ہیں تو وہ اِس باب میں بالکل صریح ہے کہ کافر کے اعمال خواہ اچھے ہوں یا بُرے، وہ محض اپنے کفر کی بنا پر عذابِ جہنم کا مستحق ہے۔ آپ نے سورۂ نحل، سورۂ طٰہٰ اور سورۂ انبیاء کی جو آیات اُن کو سنائی ہیں وہ اگر انھیں مطمئن نہیں کر سکیں تو اُن سے زیادہ صریح اور مفصل آیات قرآن میں موجود ہیں جو پوری وضاحت کے ساتھ یہ بتاتی ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں اور اس کی آیات اور روزِ آخرت پر، یا ان میں سے کسی ایک پر ایمان نہ لانے والے کافر ہیں اور آخرت میں ان کے لیے جہنّم کا عذاب ہے۔ مثال کے طور پر سورۂ نساء آیات ۱۵۰-۱۵۱ ملاحظہ فرمایئے جن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا۔

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں، اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے، اور (کفر و ایمان کے) بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ سب پکّے کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے رسواکن عذاب مہیا کر رکھا ہے"۔

اِس ارشاد کی رُو سے خدا اور رسولوں کو نہ ماننا، یا خدا کو ماننا اور رسولوں کو نہ ماننا، یا رسولوں میں سے کسی کو ماننا اور کسی کو نہ ماننا، اِن میں سے ہر ایک قطعی کفر ہے اور کفر کی سزا (عمل سے قطعِ نظر) رسواکن عذاب ہے۔

پھر سورۂ انعام، آیت ۱۳۰ دیکھیے۔ اُس سے پہلے کی آیات میں شیاطین اور اُن کی پیروی کرنے والوں کے لیے ہمیشگی کے عذاب کا فیصلہ سُنانے کے بعد ارشاد ہوا ہے کہ اُس وقت اللہ تعالیٰ جِن و انس

سے خطاب کر کے فرمائے گا:

اَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۔ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا ۔ وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۔

"کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول خود تم میں سے جو سُناتے تھے تم کو میری آیات اور ڈرانے تھے تم کو یہ دن دیکھنے سے ؟ وہ کہیں گے کہ ہم اپنے خلاف خود گواہی دیتے ہیں ۔ اُن کو دُنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور انہوں نے آخر کار خود اپنے اوپر گواہی دی کہ ہم کافر تھے"۔

یہاں رسولوں کی بات نہ ماننے اور اُن کی پیش کردہ آیاتِ الٰہی پر ایمان نہ لانے اور آخرت کو تسلیم نہ کرنے والے لوگوں کو کافر قرار دیا گیا ہے اور اُنہی کو ہمیشگی کے عذابِ جہنّم کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے، بلا لحاظ اِس کے کہ اُن کے عمل کیسے تھے اور کیسے نہ تھے ۔

یہی بات سورۂ زُمر آیات ۷۱، ۷۲ میں فرمائی گئی ہے ۔ اس میں ارشاد ہوا ہے کہ جب کافر جہنّم کی طرف گروہ در گروہ ہانکے جائیں گے تو اُن کے لیے جہنّم کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اُس کے کارندے (فرشتے) ان سے پوچھیں گے:

اَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۔ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۔

"کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول خود تم میں سے جو سُناتے تھے تم کو تمہارے رب کی آیات اور ڈراتے تھے تم کو یہ دن دیکھنے سے ؟ وہ کہیں گے ہاں، مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چسپاں ہو گیا ۔ کہا جائے گا داخل ہو جاؤ جہنّم کے دروازوں میں یہاں ہمیشہ رہنے کے لیے"۔

یہاں بھی اُن لوگوں کو کافر قرار دیا گیا ہے جنہوں نے دُنیا میں رسولوں اور ان کی پیش کردہ آیات اور آخرت پر ایمان لانے سے انکار کیا تھا ۔ انہی لوگوں کے حق میں ہیشگی کے عذابِ جہنّم کا فیصلہ سُنایا گیا ہے۔ اِس امر کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا کہ کفر کے سوا اُن کے کچھ اور گناہ تھے یا نہ تھے جن کی بنا پر وہ عذابِ جہنّم کے مستحق ہوتے یا نہ ہوتے ۔

اس کے بعد سورۂ ملک کی آیات ۸ تا ۱۱ دیکھیے جس میں صرف انبیاء اور اُن پر نازل ہونے والی کتابوں کے انکار کو عذابِ جہنّم کا موجب قرار دیا گیا ہے۔

كُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ـ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ـ

"جب بھی کوئی انبوہ اُس میں (یعنی جہنّم میں) ڈالا جائے گا، اُس کے کارندے اُن لوگوں سے پوچھیں گے کیا کوئی خبردار کرنے والا تمہارے پاس نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں، ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تھا، مگر ہم نے جھٹلایا اور کہا کہ خدا نے کچھ نازل نہیں کیا ہے، تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو"

اِن آیات کو دیکھنے کے بعد کیا کوئی شخص جو قرآن پر ایمان رکھتا ہو یہ ماننے سے انکار کر سکتا ہے کہ کفر بجائے خود انسان کے جہنّمی ہونے کا مستقل سبب ہے، اور کفر کے ساتھ کوئی نیک عمل بھی اُس کو جہنّم سے نہیں بچا سکتی؟ البتہ فرق اگر ہے تو صرف اس لحاظ سے ہے کہ اُس دار العذاب کے دروازے بہت سے ہیں۔ اچھے کام کرنے والا کافر کسی اور دروازہ سے داخل ہوگا اور بُرے کام کرنے والے کفار اپنے بُرے اعمال کے مطابق مختلف دروازوں سے داخل ہوں گے۔ بالفاظِ دیگر کسی کے لیے عذاب ہلکا ہوگا اور کسی کے لیے سخت اور کسی کے لیے سخت سے سخت۔ اعمال صرف عذاب کے خفیف یا شدید ہونے کے موجب تو بن سکتے ہیں، لیکن جہنّم میں جانے سے کوئی کافر نہیں بچ سکتا۔ کیونکہ کفر خدا سے بغاوت ہے، اور باغی کے لیے اللہ نے اپنی جنّت نہیں بنائی ہے۔

رہے مومن تو وہ دو قسم کے ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جو ایمان کے ساتھ بحیثیتِ مجموعی صالح ہوں۔ ان کے اگر کچھ قصور ہوں بھی تو وہ توبہ سے معاف ہو سکتے ہیں، دُنیا کے مصائب، امراض، تکالیف بھی اُن کا کفارہ بن سکتی ہیں، شفاعت بھی ان کے حق میں نافع ہو سکتی ہے، اور اللہ اپنے فضل و کرم سے بھی اُن کی مغفرت فرما سکتا ہے۔ دوسری قسم کے مومن وہ ہیں جو ایمان رکھنے کے باوجود بڑے سے بڑے گناہوں کے مرتکب ہوئے ہوں۔ وہ باغی نہیں بلکہ مجرم ہیں۔ ان کے لیے اگر کوئی چیز بھی بخشش کی موجب نہ بن سکتی ہو، تو انہیں بغاوت کی نہیں بلکہ جرم یا جرائم کی سزا دی جائے گی۔ دُنیا کے قوانین بھی باغی